سوانح عمری راجہ بیربل

عرف

مصاحب دانشور راجہ بیربر

مؤلفہ و مرتبہ

منشی دیبی پرشاد قوم کایتھ منصف و ممبر محکمہ تواریخ راج مارواڑ

بعد نظر ثانی و اضافہ مضامین

١٨٩٣ء

حسب فرمائش مصنف

مطبع رضوی دہلی میں سید میر حسن کے اہتمام سے چھپا

شبیہ راجہ بیربل

اوّل حصہ

لایف

(راجہ بیربل)

ہندوستان میں بہت کم آدمی ایسے ہونگے جو راجہ بیربر (بیربل) کا نام نجانتے ہونگے
انکی حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی مشہور ہے انکا اصلی نام برہمداس تھا بذات کے برہمن تھے
انکی طبیعت بلند اور سمجھ بوجھ بہت اچھی تھی اور علم ہندی و سنسکرت میں کافی دستگاہ رکھتے
تھے اور عربی و فارسی سے بھی نابلد نہیں تھے اوائل عمر میں کالپی کالنجر اور ریوان کے راجوں
کے پاس رہا کرتے تھے پھر اکبر بادشاہ کی درگاہ میں حاضر ہوئے اور چندہی روز میں اپنی لیاقت
و رسائی سے ہمدم اور ہمراز بادشاہ کے ہوگئے یہانتک کہ بغیر انکے بادشاہ کو دم بھر بھی
چین نہیں پڑتا تھا۔

علاوہ فنِ مصاحبت اور علمِ مجلسی کے راجہ بیربر ہندی شاعری میں بھی اپنے وقت کے
بلتا تھے کبت دوہے اور چھند بہت چٹ پٹے مزیدار برمحل اور فی البدیہہ ایسے کہتے تھے
جنکو سنکر بڑے بڑے شاعر اور کبیشر بھی دنگ رہ جاتے تھے پہلے بادشاہ نے انکو کبرای کا
خطاب دیا تھا جو بمعنی ملک الشعرا کے ہے اور پھر پنجاب میں قلعہ نگرکوٹ کے پاس ایک معقول
جاگیر دیکر زمرۂ امرائے ارکانِ دولت میں داخل کیا اور خطاب بھی راجہ کا عنایت فرمایا اور
جب ایکدو مہم میں انسے آثار جرأت و بہادری کے ظہور میں آئے تو انکا نام بیربل سے
بیربر بدلدیا جو بمعنی ایک اچھے بہادر کے ہے۔

اُسوقت نگرکوٹ کے راجہ جے چند کنوج راجپوت تھے وہ اکثر بادشاہ کیخدمت میں حاضر رہا کرتے تھے سنہ ۹۸۰ ہجری مطابق سمت ۱۶۲۹ میں بادشاہ نے کسی وجہ سے ناراض ہوکر اُنکو قید کردیا اور اُنکی ریاست راجہ بیربر کو عنایت کرکے پنجاب کے صوبہ دار حسین قلیخاں کو قبضہ کرا دینے کا حکم لکھا۔

جب راجہ بیربر حکم لیکر لاہور میں گئے تو حسین قلیخاں پنجاب کے لشکر اور امیروں کو لیکر ساتھ ہوا اور جنگل کا ٹکر نگرکوٹ کے راجپوتوں سے لڑتا بھڑتا قلعہ کانگڑہ تک پہونچا راجہ جے چند کے بیٹے بدھی چند نے قلعہ کے اندر سے مقابلہ کیا کچھ عرصہ تک طرفین سے لڑائی ہوتی رہی جب قلعہ فتح ہونیکے قریب آیا تو دفعتہً باغی مرزا ابراہیم خاں کے لاہور پر آنیکی خبر پہونچی حسین قلیخاں نے راجہ سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہئے راجہ نے کہا کہ بادشاہی کام مُقدم ہے پھر حسین قلیخاں نے راجہ بدھی چند سے اس شرط پر صلح کی کہ یہ ریاست راجہ بیربر کی جاگیر میں پیشگاہ شاہی سے عطا ہوئی ہے اگر تم اُنکو راضی کرلو تو میں یہاں سے کوچ کر جاؤں راجہ بدھی چند نے غنیمت سمجھکر جسقدر روپیہ کہ راجہ بیربر نے مانگا اُنکو اور پانچ من سونا بادشاہ کی نذر کیواسطے دیکر فوج کا کوچ کرایا۔

اس فوج میں زیادہ تر مسلمان تھے اُنھوں نے کانگڑہ کے علاقہ میں بڑا ظلم کیا جوالا مکھی کا مندر لوٹ لیا اور وہاں کے بہت سے پوجاریوں اور برہمنوں کو مارکر جابجا گاؤ کُشی کی اور اُنکا خون تعصب سے چرمی موزوں میں بھر بھر کر مورچوں میں سے شہر میں پھینکا اس سے ہندوؤں میں راجہ بیربر کی بڑی بدنامی ہوئی اور سب نے اسکا الزام اُنھیں کے سر پر تھوپا کہ برہمن اور پیشوائے مذہب ہوکر اُنھوں نے مسلمانوں سے ایسی خون وخرابی نگرکوٹ کی پاک زمین میں کرائی جس سے راجہ کو بڑی خجالت ہوئی اور اُنھوں نے پھر اُس نئی جاگیر کا پھر نام نہ لیا بلکہ اپنی قدیمی جاگیر پنجاب کو بھی چھوڑ دیا اور اُسکے بدلہ کڑہ اور کالنجر علاقہ بندیلکھنڈ اپنے اقطاع میں لے لئے۔

غرض نگرکوٹ کا محاصرہ چھوڑنے کے بعد راجہ بیربر اور حسین قلیخاں مرزا ابراہیم کے

تعاقب میں گئے جو اُنکے آنے کی خبر سُنکر لاہور سے بھاگا تھا ملتان کے قریب لڑائی ہوئی ابراہیم تو شکست کھاکر بھاگ گیا اور اُسکا بھائی مسعود گرفتار ہوا راجہ اور حسین قلیخاں اُسکو لیکر بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ نے خوش ہوکر حسین قلیخاں کو خان جہاں کا خطاب دیا اور راجہ کو مصاحبِ دانشور کا خطاب عنایت فرمایا۔

دوسرے برس مرزا ابراہیم کے بھائی محمد حسین نے گجرات میں فساد کرکے بادشاہی صوبہ دار خانِ اعظم کو احمد آباد میں گھیر لیا بادشاہ اُسکی مدد کے واسطے معہ خاصانِ بارگاہ کے بادرفتار سانڈنیوں پر سوار ہوکر نویں دن دارالخلافہ سے احمد آباد پہونچے تو اس مہم میں راجہ بیربر بھی ساتھ تھے۔

بادشاہ نے راجہ کیواسطے اپنے مشکوئے دولت کے پاس عمدہ عمدہ امیرانہ محل اور مکان بنوائے تھے جب وہ ۹۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۷۳ میں تیار ہوگئے اور راجہ اُنمیں جاکر رہے تو اُنھوں نے بشکرانہ اس موہبت عظمےٰ کے بادشاہ کی دعوت کی بادشاہ خوشی سے اُنکے مکان پر تشریف لیگئے اور ضیافت تناول فرمائی۔

دوسرے برس بادشاہ نے پریاگ جاکر شہر الہ آباس آباد کیا تو اس خوشی میں بھی راجہ بیربر نے بادشاہ کی ضیافت کی اور اُنکے واسطے ایک بہت عالیشان اور پرتکلف مجلس ترتیب دی کہ جسمیں رونق افروز ہوکر بادشاہ نے راجہ کو اعزاز بخشا اور اُنکی نذر نیاز اور تواضع کو خوشی سے قبول کیا۔

ریوان کے راجہ رامچندر جو بادشاہوں سے کم دماغ نہیں رکھتے تھے اور جنھوں نے بقول مؤلف منتخب التواریخ کے ایکدن میں ایک کروڑ روپیہ میاں تان سین کلانونت کو بخشدئے تھے اور سلطان ابراہیم لودی کیلئے سارا سامانِ سلطنت کا مہیا کردیا تھا۔ اور جنکی بخشش اور سخاوت کی شہرت اُس زمانہ میں بہت کچھ تھی ابتک بادشاہ کے پاس حاضر نہوئے تھے اگرچہ نذر او پیشکش اپنے بیٹوں کے ہاتھ بھیجتے رہتے تھے

اب جو بادشاہ الہ آباس میں تھے اور وہاں سے ریوں کا ملک نزدیک تھا اسلئے بادشاہ کو
راجہ رامچندر کی یاد آئی تو انکے اوپر فوج بھیجنے کی تجویز کی انکا بیٹا حاضر تھا اُسنے عرض کرایا
کہ فوج بھیجنے کی کیا ضرورت ہے کسی مقربِ سریرِ سلطانی کو بھیج دیجئے وہ اُسکے
ساتھ حاضر ہو جائینگے بادشاہ نے اُس عالی دماغ راجہ کی عزت کا خیال کر کے
راجہ بیربر کو ہی اُنکے لانے کے واسطے بھیجا یہ جب قلعہ باندہوں گڈھ کے نزدیک پہونچے
تو راجہ رامچندر نے باہر آکر اُنکی پیشوائی کی اور بہت تواضع اور تپاک سے اپنے دولتخانہ
میں لیگئے اور پھر اُنکے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

غرض راجہ بیربر کو بادشاہ کے مزاج اور دربار میں بڑا دخل تھا اور بادشاہ اُنکو ہرگز
اپنے حضور سے دور نہیں کرتے تھے مگر جب قضا آئی تو بادشاہ نے مثل دوسرے
امیروں کے اُنکو بھی افغانستان میں یوسف زئی پٹھانوں سے لڑنیکے واسطے بھیجدیا۔

یہ پٹھان کچھ عرصہ سے تیراہ بنگش درہ خیبر سوات اور بُنیر میں فساد کر رہے تھے
کابل کا رستہ اُنکی لوٹ مار سے اکثر بند رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے زین خاں کوکلتاش کو
اُنکی سرکوبی کے واسطے بھیجا تھا مگر اُنکی جمعیت اور طاقت بہت بڑھی ہوئی تھی اسلئے
بار بار لشکر بھیجنا پڑتا تھا اور جو فوج جاتی تھی وہ اُنکی سرکوبی کے واسطے کافی نہوتی
تھی یہانتک کہ ماہِ صفر سنہ ۹۹۴ھ میں راجہ بیربر کے بھیجنے کی نوبت پہونچی۔

شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں بضمن سوانح سنہ ۳۰ جلوسی رجب کہ بادشاہ قلعہ
اٹک بنارس واقع افغانستان میں وارد تھے لکھا ہے کہ بادشاہ اس دفعہ متفکر
تھے کہ اب کسکی افسری میں فوج بھیجی جاوے۔ میں نے عرض کی کہ اگرچہ میں شرفِ
حضوری کو دونوجہان کی بزرگی سے بہتر سمجھتا ہوں مگر جو حضور کی نظر سے
دور اور غائب رہکر کوئی شرطِ خدمت اور جانسپاری کی بجا لاؤں تو عوام الناس
میں میرا بھی ظاہری اور باطنی اخلاص ثابت اور راسخ ہو جاوے بادشاہ نے

فرمایا کہ اچھا اب ہم تمہیں کو کار آزمودہ سپاہیوں کے ساتھ بھیجینگے۔ اور میرے جانے کی سب تیاری ہوگئی تھی مگر جس تاریخ کو کہ میری روانگی مقرر ہوئی تھی اُس دن تیسرے پہر کو بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے دلمیں یہ آتا ہے کہ تیرے اور بیربر کے نام قرعہ ڈالیں تاکہ سر نوشت غیبی جس کیلئے نام ہو ظہور میں آجاوے چنانچہ قرعہ راجہ کے نام پڑا اور وہ سزاوارِ بزم و رزم جانے کو تیار ہوا بادشاہ نے سب سامان اس سفر کا مہیا کرکے رخصت دی اور چلتے وقت خود اُنکے ڈیرے پر تشریف لیگئے۔

راجہ نے سوات اور بُنیر کے پہاڑوں میں پہونچکر افغانوں کو سخت سزا دی جو مطیع ہوا اُسکو اصلی جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ بسایا اور جسنے مقابلہ کیا اُسکے خارِ وجود کو تلوار کی نوک سے اُکھاڑ کر پھینک دیا۔

افغانوں کے پاس صرف کراکر کی گھاٹی رہگئی تھی اُسکے فتح کرتے کو زین خاں نے بادشاہ سے اور فوج منگوائی کیونکہ اُسکے اور راجہ کے درمیان اتفاق نہ تھا ہر امر میں نا چاقی رہتی تھی۔

بادشاہ نے اس دفعہ حکیم ابوالفتح کو ایک بڑا لشکر دیکر بھیجا حکیم جو وہاں پہونچا تو اُسکی اور راجہ کی بھی نہیں بنی اور جب یہ تینوں ایک جگہ جمع ہوئے تو بدقسمتی سے اور کام تین تیرہ ہو گیا۔

راجہ اپنے رفیقوں سے کہا کرتے تھے کہ غالبًا زمانہ ہمسے پھر گیا ہے جو حکیم اور کوکہ کے ساتھ رات دن خونخوار جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرنا پڑا ہے۔ دیکھئے اسکا انجام کیا ہو۔

پس اب آگے وہ ناگوار اور جانگزا داستان ہے جسمیں راجہ بیربر کی ہلاکت کا بیان ہے اور جسکی سرخی ابوالفضل نے ان لفظوں میں لکھی ہے۔

(از سوانح چشم زخم رسیدن بہ نیکو کاریِ زین خان کوکہ)

مختصر ذکر اسکا یہ ہے کہ سفر اور حضر میں ہر روز راجہ اور حکیم کی نوک جھوک ہو جاتی
تھی اور جب دشمنوں سے مقابلہ ہوا تب بھی یہی آتش درکاسہ رہا کوکلتاش نے
کنکاش کے واسطے کونسل کی تو راجہ سمجھیں نہیں گئے کوکلتاش خود گیا اور راجہ کو لایا مگر بجائے
صلاح کرنیکے راجہ اور حکیم لڑ پڑے اور ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے کوکلتاش نے بردباری
سے دونو کو ٹھنڈا کیا اور کہا کہ اب مہم ختم ہونے کے قریب آگئی ہے یکدل ہو کر ایسی کوشش
کرنا چاہئے کہ ایکدم سے تمام ملک صاف ہو جائے مگر راجہ اور حکیم نے اتفاق نکیا اور کہا کہ
بادشاہ کا حکم ان پہاڑوں میں تاخت و تاراج کرنے کا ہے نہ عمل اور حکومت جمانے کا
سو ہم پہاڑوں میں رُفت و روب کرکے جس راہ سے آئے ہیں واپس چلے جائینگے۔

غرض ایسی ایسی کج بحثیوں اور بد صلاحیوں سے نہ فوج کی روانگی ترک کے ساتھ
ہوتی تھی اور نہ کوئی اس مہم کے انجام دینے کو دل نہاد ہوتا تھا راجہ اور حکیم خود رائی سے
رہ نوردی کرتے تھے کوکہ یہ خیال ہے کہ دونو ہی مصاحب خاص بادشاہ کے ہیں
انکو زیادہ نہیں دبا تا تھا آخر اس باہمی کد و کاوش کا یہ نتیجہ ہوا کہ پٹھانوں نے پہاڑوں
کی تنگ گھاٹیوں میں رستہ روک لیا صندوق خزانہ اور سامان سب لٹ گیا کوکہ
سخت حیران تھا کہ کیا کرے اور کیونکر اس بگڑی ہوئی بازی کو درستی پر لاوے
اور وہ خود اپنی جان مارنے میں کوتاہی نہیں کرتا تھا مگر بے وقت کے کوچ اور فوج
کی نااتفاقی سے کوئی کام نہیں بنتا تھا ہر روز لشکر کے آدمی ضائع ہوتے تھے
سامان لوٹا جاتا تھا پٹھان چاروں طرف سے مثل شکنجہ کے تنگ پکڑ پکڑ کر مارتے
تھے رستہ کی ناہمواری سے ہاتھی گھوڑے اور اونٹ گر کر سپاہیوں کے واسطے
اور دقت پیدا کرتے تھے فوج اکثر بھاگ گئی تھی مگر جو سردار نامی با ناموس اور
عزت دار تھے انھوں نے میدان نہیں چھوڑا تھا وہ خوب جگر ثابت قدمی سے
دشمنوں کے ساتھ لڑے اور کام آئے یہ راجہ بیربر راجہ دھرمنگد ملا شیری شیخ جنید

اور پانچسو ھاتھی اور رتھ اور بہت آدمی پٹھانوں کے پنجہ میں گرفتار ہوئے حکیم اور کوکہ
بھاگ کر بچے مال اور خزانہ بقدر راس پہاڑوں میں رہا کہ پٹھان اُنکو اُٹھاتے
اُٹھاتے تھک گئے تھے۔

ملا عبدالقادر نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ جب بادشاہی فوج
کُتل کرا کر کے نیچے پہونچی تو ایک شخص نے راجہ بیربر کو یہ خبر دی کہ افغان آجکی رات
شبخون کا ارادہ رکھتے ہیں اگر اس تنگ درہ سے کہ جسکا طول تین چار کوس سے زیادہ
نہیں ہے دن دن میں عبور ہو جاوے تو پھر کچھ دغدغہ نہ رہے اُسوقت دن ڈھلنے پر آگیا
تھا تو بھی راجہ بیربر نے شتاب زدگی سے بلا اطلاع اور مشورہ کوکہ کے کوچ کر کے
درہ سے گذرنے کا ارادہ کیا پس تمام لشکر بھی اُنکے پیچھے ہو گیا شام کے وقت ایک
تنگ گھاٹی میں پہونچے پٹھانوں نے مثل مور و ملخ کے اوپر سے شور کر کے تیر اور پتھر
پھینکنے شروع کئے فوج راستہ کی تنگی اور رات کی تاریکی سے راہ بھول گئی اور جا بجا
غاروں اور گھاٹیوں میں ماری گئی جو بچھڑا پھر نہیں ملا غرض بڑی شکست
ہوئی آٹھ ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے بیربر جان بچانیکو بھاگے تھے مگر قتل ہوئے۔

اکبر نامہ میں لکھا ہے کہ جب بادشاہ کو بیربر کے مارے جانے کی خبر پہونچی تو نہایت
قلق اُنکے دلپر گذرا اُنھوں نے دو روز تک مارے غم اور غصہ کے کھانا نہیں کھایا
اور تمام کاموں سے ہاتھ اُٹھا کر کُنج حُزن میں بیٹھ گئے آخر اُنکی ماں مریم مکانی نے
اُنکو بہت سا سمجھایا اور بڑے بڑے امیروں نے بھی بہت کچھ منت سماجت اور زار
نالی کی تب کہیں بادشاہ نے خاصہ منگایا اور یہ عزم کیا کہ خود اُن پہاڑوں میں
جاکر راجہ کے قاتلوں کو قتل کریں اور اپنے ہاتھ سے اُنکا خون خاک میں ملاویں مگر
خیر خواہوں نے نہ جانے دیا۔

منتخب التواریخ میں لکھا ہے بادشاہ کو مقتول امرا میں سے کسیکے مرنے کا اتنا

صدمہ ہوا جتنا کہ راجہ بیربر کے ہلاک ہونے سے ہوا کہتے تھے ہائے افسوس اُسکی لاش اُس تنگی سے باہر نہ لائے کہ داگ تو ہو جاتا پھر یہ کہکر اپنے دل کی تسلی کرتے تھے کہ وہ تمام قیدوں سے آزاد و وارستہ اور مجرد تھا اسواسطے آفتاب کی دہوپ ہی اُسکے پاک کرنیکو کافی تھی گو کہ اُسکو پاک کرنے کی کچھ حاجت بھی نہ تھی -

یہ تو مؤرخوں کی تحریر بابت رنج و غم بادشاہ کے تھے لیکن ٹھیک اندازہ اُنکے دلی اندوہ والم کا اُس فرمان سے ہو سکتا ہے کہ جو اُنھوں نے اس واقعہ کے افسوس اور حسرت میں نواب خانخاناں صوبہ دار گجرات کو لکھا تھا اور جو منشیات ابوالفضل میں درج ہے اُسکے کچھ حصہ کی نقل واسطے ضیافت طبع خوانندگان کتاب ہذا کے یہاں بھی کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے -

بعد القاب . . . . درین ایام عیش و نشاط و ہنگام جشن و انبساط کہ اسباب خورمی آمادہ و ابواب بہجی کشادہ از ہر طرف نوید فتح و نصرت بگوش الہام نیوش می رسید بحسب تقدیر چشم زخمی بہ لشکر فیروزی اثر کہ بجہت تسخیر ولایت سواد بجور تعین شدہ بود رسید با وجود آنکہ تمام ولایت مذکور در حوزۂ تصرف در آمدہ بود افاغنہ ملاعنہ کہ در خلال جبال مختفی و متواری بودند و روس لشکر بے ملاحظہ حزم و تدبیر تعاقب میکردند و اکثر آن مخذولان را بقتل و نہیب رسانیدہ متوجہ آستان بوسی می شدند چون امرے از پردۂ غیب ظاہر شدنی بود زمام اختیار از دست دانایان لشکر رفتہ در شعاب صعاب بے وقت گران بار روان میشدند و توزک از انتظام می افتاد و از اطراف کتل آن نا عاقبت اندیشان بقدرے دست درازی میکردند کہ مردم سراسیمہ شدہ راہ از دست دادہ جمعی کثیر از کوہ می افتاد و درین اثنا عمدہ محرمان راز زبدہ مصاحبان دمساز صاحب فطرت عالی عنوان مثال بی مثالی نقادۂ مقربان درگاہ خلاصۂ ملازمان ہواخواہ انجمن آرائے حریم بادشاہی بایک

بینِ دقائق آگاہی ہمدم دلکشائی مجلسِ خاص محرم خلوت سرائے وفا واخلاص
رنگ آمیزِ رموزِ عشق ومحبت نخلبندِ حدائق خلوص صدق وعقیدت طالبِ
بیقرارِ راہِ حقیقت طلبی وحق جوئے عاشقِ اطوارِ حق گذاری وحق گوئی نقشبندِ
طرازِ معنی آفرینی نکتہ پیوندِ بساطِ ہمزبانی وہمنشینی دقیقہ یابِ سرائرِ سلطانی
رمزشناسِ عالمِ مزاجدانی گرہ کشائے خاطرِ مشکل پسند صیقل نمائے ضمیر
آسمان پیوند سرحلقۂ تحفہ سازان سردفترِ انجمن سخن پردازان جلیسِ مجالسِ
انس انیسِ خلوتِ قدس مصاحبِ دانشور راجہ بخیر بر کہ خود را در محبتِ مادر باختہ
بود وپیش از فدا شدن در راہِ اخلاص ما فدا ساختہ با وجودِ تعلقِ دنیوی
بحال بے تعلقی داشت وباگرفتاری ظاہری سراسر رقمِ آزادگی مے نگاشت
ناگہان ازین جہانِ فانی وخاکدانِ ظلمانی رختِ اقامت بربست وقالبِ
عنصری او در رسمِ شکست وسلوک براہے کہ ہمہ را ناگزیر ست اختیار نمودہ بجلبابِ
خفا ونقابِ عدم مختفی ومحتجب گردید ازین واقعۂ جانفرسائے وحادثۂ اندوہ
افزائے عیشِ محفل سپہر مشاکل منغص ومکدر شدہ خاطرِ دریا مقاطر غبار آلودہ
گردید اگرچہ معراجِ گرم روانِ شاہراہِ وفا ووفاق آنست کہ در کارِ قبلہ گاہ خود
جان نثاری وجان سپاری نماید لیکن چشمداشت آن بود کہ در حضرتِ
بلند وترددات ارجمند این معنی بظہور رسد از حدوثِ این مصیبتِ اتفاقی
ملالتِ تمام روئے نمود واقسامِ حزن واندوہ پیرامونِ خاطرِ اقدس
گشت افسوس ہزار افسوس کہ بادۂ این خمخانہ دُرد آلودہ است وثباتِ
این شکرستان ہلاہل اندود عالم سرابیست تشنہ فریب ومنزلیست پرفراز
ونشیب مستی این بزم را در پے خماریست وعاقبت این سودا را در سر بخاری
بواسطۂ بعضے موانع کہ آمدن ایلچی ومردمِ بیگانہ باشد نگذاشت کہ خود متوجہ ملازمت

شده نقش او را بچشم صورت هم میدیدیم و آن عطوفتها و مهربانیها که ما را با او بود
ظاهر مبصر مودیم تا ارباب ظاهر را حالت عنایت و التفات ما ظاهر میشد تا
کسی که در راه ما با خلاص و عقیدت رفته تا او را چه قدر میخواهیم اگرچه بدیدهٔ بصیرت
این منظور شده و خاطر نشان ارباب معنی شده است امّا چون بعوام کار داریم
این گره در دل ماند —

کدام دل که ازین واقعه جگر خون نیست
کدام دیده ازین حادثه جگر گون نیست

این تودهٔ خاک گذشتنی و گذاشتنی است و این تیره مغاک پر کردنی و انباشتنی
پیوندها همه بریدنی ست و خونابه ها همه کشیدنی اگرچه همیشه خیال آن مسافر راه عدم
در پیش نظر والا حاضر ست و بدائع شمائل آن مجتبا در عالم قدم بحضور اقدس
ظاهر و از شکستن کالبد خاکی و پنهان شدن گنج سبحانی معلوم که در نظر دوربین
و خرد حقیقت گزین چه تفاوت خواهد بود امّا نظر بعالم بشریت که اقتضائی
ترکیب عناصر و موالید است از جدائی ظاهری آن عدیم المثال آثار
تالم و تحسّر عظیم در شهرستان باطن راه یافته که عبارت به تعبیران حال کوتاه
است و اشارت نیز بصد کوتاهی عذرخواه لیکن بدیدهٔ بصیرت و باصرهٔ
بصیرت مشهود است که آنچه از کتم عدم بوجود می آید از ملاء وجود باز بعدم
می رود و به اراده متکفل نظام کل ست خموشیدن به از خروشیدن است
و آرمیدن به از جوشیدن و درین صورت بغیر از رضا بقضائی الهی و تسلیم
بتقدیر ازلی مسلکی قدیم و منهجی مستقیم نیست باید که آن رکن السلطنت نیز راه
مصابرت پیش گرفته از ارادهٔ خود گذشته با رادهٔ الهی سازد و بقیهٔ اوقات
نفیسه صرف مرضیات واجب تعالی نماید و لمحه بی فکر حق شناسی و ذکر

حق جوئی نباشد خود مے داند جمعیکہ از قید تقلید نجات یافتہ بسر منزل تحقیق
پے مے برند در ہر زمانے کمیاب و عزیز الوجود اند فرض وقت آنکہ با دلے
وظائف شکر این عطیۂ عظمے کہ از مشرب عذب تحقیق بہرہ وافر دارد
اشتغال نمودہ وجود با جود ما را غنیمت کبرے شمرد و خیال کند کہ دران زمان
کہ آن پیشرو قافلۂ فنا محمل اقامت ازین سرائے عنا بربندد آن یار وفادار
از قدوۂ محرمان راز بودہ است واو را دران وقت از جلایل غنایم الٰہی
مید انستم الحال خود ملاحظہ نماید کہ غنیمت بودن او در چہ درجہ خواہد بود حق سبحانہ
تعالے او را در سایۂ دولت ابد پیوند ما برخوردار گردانا دو ما را بر تارک سعادت
او کامگار۔ بالجملہ بعد از سنوح این نایبۂ غریبہ بجہت تدارک وتلافی عمدۃ الملک
راجہ تو ڈرمل را با جنود موفور و افواج ملائک وقود با مدد و تعین فرمودیم
مشار الیہ از روئے کمال تدبر وتہور درا ندک فرصتے تنبیہ نمودہ آن ملک را
درحوزۂ تسخیر در آوردہ المنۃ للّٰہ درین نزدیکی دار الخلافت العالیہ مخیم سرادقات
اقبال خواہد گشت ۔

اس فرمان سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ بادشاہ کو راجہ بیربر سے کہاں
تک محبت تھی اور بیغائلہ ریب اگر وہ اُس معرکہ میں موجود ہوتے تو اُنکے بچانے
کے واسطے اپنی جان دینے میں دریغ نکرتے اور ایک مثال اِس خیال کی
دو برس پہلے سنہ ۹۹۲ میں ظہور پذیر ہو بھی چکی تھی جیسا کہ اقبالنامہ جہانگیری
میں بضمن سوانح سال سنہ ۲۹ جلوسی کے لکھا ہے کہ ایک دن بادشاہ ہاتھی لڑا رہے
تھے کہ دل چاچر ہاتھی جو بگڑنے اور آدمیوں کے پکڑنے میں مشہور تھا ایک
پیادہ کی طرف دوڑا پھر اُسکو چھوڑ کر راجہ بیربر کے پیچھے پڑا اور قریب
تھا کہ اُسکو سونڈ میں پکڑ کر کھینچ لے مگر بادشاہ پھرتی سے گھوڑا دوڑا کر بیچ میں

آ گئے جس سے راجہ کی جان بچ گئی ہاتھی چند قدم بادشاہ کے پیچھے بھی دوڑا اور پھر کھڑا ہو گیا۔

غرض راجہ بیربر کے غم میں ایک عرصہ تک بادشاہ کا جی بے مزہ رہا تو انکا ایلچی جو اپنے بادشاہ کا خط اور تحفہ لیکر آیا تھا بہت دنوں تک اسی مخمصہ کی وجہ سے دربار میں پیش نہ ہو سکا۔

۵۔ ربیع الاوّل ۹۹۴ھ کو حکیم اور کوکہ شکست کھائے اور شرمائے ہوئے بحال تباہی اٹک بنارس میں پہونچے چونکہ راجہ بیربر جیسے مصاحب اور نفس ناطقہ بادشاہ کو ضائع کرا کر آئے تھے اسلئے کچھ عرصہ تک معتوب اور کورنش سے ممنوع رہے۔

تواریخ میں یہ نہیں لکھا ہے کہ راجہ بیربر کا واقعہ کس دن ہوا مگر قرینہ سے پایا جاتا ہے کہ اخیر ماہ صفر میں جبکہ اندھیری راتیں تھیں یہ حادثہ وقوع میں آیا۔

بادشاہ نے پہلے تو افغانوں کی سزادہی کے واسطے خود جانے کا ارادہ کیا مگر پھر شاہزادہ مراد کو راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ اُنکے اوپر بھیجا اور راجہ مان سنگھ کے نام بھی جو اُسوقت تاریکی پٹھانوں کے تدارک کے واسطے درۂ خیبر میں تھے حکم پہونچا پس اِدھر سے راجہ ٹوڈرمل اور اُدھر سے راجہ مان سنگھ نے حملہ کر کے پٹھانوں کا قتل عام کیا اور جو زندہ گرفتار ہوئے اُنکو بخارا اور ماوراء النہر میں بیچکر بکوا دیا۔

یہ قتل عام کا حکم بادشاہ نے عمر بھر میں پٹھانوں کے واسطے صرف اسی موقع پر بوجہ غصۂ قتل راجہ بیربر کے دیا تھا ورنہ پہلے جب فوج جاتی تھی تو اُسکو سخت ممانعت آدمیوں کے قتل کرنے کی کردیا کرتے تھے کیونکہ وہ آدمی کو ایک عمدہ صنعت صانع حقیقی کی جانتے تھے کہ جسکا نعم البدل ہرگز ممکن نہیں ہے

اور جو افغان گرفتار ہو کر آتے تھے انکو ازراہ دیگر چھوڑ دیتے تھے ۔
بعض مورخ راجہ بیربر کے اوپر یہ الزام لگاتے ہیں کہ جو ہوا وہ اُنکی بےعقلی اور بدتدبیری سے ہوا اور مؤلفِ مآثر الامرا لکھتا ہے کہ راجہ کا بجائے شکر اور تشییت کارخداوندکے ہمراہی حکیم اور کوکہ سے شکایت کرنا غرور و مصاحبت اور اُس خصوصیت کے گھمنڈ سے تھا جو اُسکو بادشاہ کے ساتھ تھی ورنہ مرزا کوکہ بادشاہ کا دودھ شریک بھائی اور منصب میں بھی زیادہ اور عمدۂ اُمراء تھا اور راجہ کا منصب اخیر میں دو ہزاری ہوا تھا پس جو کچھ نتیجہ اُسکو ملا وہ گویا ثمرہ اس ناشکری کا تھا ۔ اور نظر بر واقعات یہ خیالات کچھ واقعی بھی معلوم ہوتے ہیں اور بلکہ یہ تعجب ہوتا ہے کہ بیربل سا آدمی جو عقل وخرد میں آجتک ضرب المثل ہے ایسی غلطی کرے کہ جسکا نتیجہ ایسا مضر اور مہلک پیدا ہو مگر جب کارخانۂ تقدیر کی نیرنگیوں پر غور کیا جاتا ہے تو اُسکا عالم ہی نرالا نظر آتا ہے کہ جس میں بڑے بڑے فیلسوفوں کی عقل گم ہو جاتی ہے اور شدنی جسکو دوسرے لفظوں میں مشیت الٰہی کہنا چاہئے عقلمندسی عقلمند اشخاص کو نادان محض بنا کر اپنا کرشمہ دکھا دیتی ہے جیسے کہ کسی نے کہا ہے مصرعہ چون قضا آید طبیب ابلہ شود ؂ بیربر کی دانائی اور عقلمندی وہاں تک تھی کہ جہانتک اُنکی قسمت اچھی تھی اور جب نحوست کے دن آئے تو پہلے بادشاہ کی عقل میں فتور پڑا جو ابوالفضل کو بھیجتے بھیجتے دفعتہً راجہ کو بھیجدیا اور پھر قضا راجہ کے سر پر سوار ہوئی اور اُن سے وہ باتیں ظہور میں آئیں جو خلاف اُنکی صلح کل طبیعت اور مرنج و مرنجان عادت کے تھیں سچ ہے ۔

کسی راکہ برگشتہ شد روزگار ہمان آن کند کش نباید بکار

مصنوعی بیربر

بادشاہ کے مشغلہ کے واسطے لوگ بہت برسوں تک یہ افواہ اڑاتے رہے کہ بیربر مرے نہیں زندہ ہیں لڑائی میں زخمی ہو کر بچ گئے تھے اور کئی شخصوں نے ایسا دعوے بھی کیا اور کئی مصنوعی بیربر پیدا بھی ہوئے لیکن بادشاہ کو تو اپنے مصاحب دانشور کی شکل پھر نظر نہ آئی اور جیتے جب تک انکو اسکی حسرت ہی رہی۔

اکبرنامہ میں بضمن سوانح سنہ ۳۲ جلوسی کے لکھا ہے کہ قصبہ سنڈہ میں ایک برہمن نے دعوے کیا کہ میں بیربر ہوں پٹھانوں کی لڑائی میں زخمی ہوا ایک جوگی کی مدد سے جان بچی اسکی صورت بیربر کی صورت سے ملتی تھی اور وہ کچھ ٹھیک ٹھیک پتہ بھی دیتا تھا اسلئے اکثر لوگ اسکے معتقد ہوئے بادشاہ نے خبر پاکر اسکو بلایا مگر وہ آتے آتے ہی رستہ میں مر گیا۔

منتخب التواریخ میں بضمن سوانح سنہ ۹۹۶ ہجری کے لکھا ہے کہ لوگوں نے بیربر کے زندہ ہونے کی خبر اڑائی کہ لڑائی میں زخمی ہو کر نگرکوٹ کے پہاڑوں میں چلا آیا تھا اور اب فقیر بنا ہوا ہے بادشاہ بھی یقین کرکے کہتے تھے کہ عجب نہیں جو واقعہ یوسف زئی کی شرمندگی سے یہاں نہیں آتا ہو مگر جب آدمی نگرکوٹ میں واسطے دریافت حال کے بھیجا گیا تو یہ بات غلط نکلی پھر یہ سنا گیا کہ بیربر کالنجر میں پوشیدہ رہتا ہے اور یہ قلعہ اسکی جاگیر میں تھا فوراً کروڑی کے نام حکم جاری ہوا وہ ایک مسافر کو بیربر سمجھکر پوشیدہ رکھتا تھا مگر اب حال چھپانے کے واسطے اس بیچارہ کو مار کر رپوٹ کردی کہ بیشک بیربر تھا مگر اب تو مر گیا اور حاضر خدمت نہو سکا بادشاہ نے دوبارہ ماتم رکھا اور کروڑی وغیرہ کئی شخصوں کو اس مواخذہ میں کہ پہلے سے ہمکو کیوں خبر نہ کی قید کرکے بہت ستانا وان لیا۔

راجہ بیربر کے خوارق عادات

راجہ بیربر کی طبیعت انصاف کی طرف زیادہ رجوع تھی اور انھوں نے ہر موقع پر بادشاہ کو عدل و داد کی طرف توجہ دلائی اور غریب مظلوم و بیکس ستم رسیدوں کے مقدمات کی تحقیقات کر کے انکا پورا پورا انصاف کرایا۔

اکبرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۷ سنہ جلوسی کے جشن نوروزی میں جب بادشاہ نے اپنے ارکان دولت کو ایک ایک درخواست مفید ملک و رعایا کے پیش کرنے کی اجازت دی تھی تو راجہ بیربر نے یہی درخواست کی تھی کہ کچھ بے لاگ اور بے لوث اشخاص ایسے مقرر کئے جاویں کہ جو دن اور رات ستم رسیدوں کی تلاش و تجسس میں جابجا پھرتے رہیں اور جیسا کچھ انکا حال معلوم ہو راست راست بلا کم و کاست بغیر آمیزش اغراض نفسانی کے دربار میں عرض کیا کریں بادشاہ نے یہ درخواست قبول کی اور بلکہ یہ کام انھیں کے تعلق کر دیا اور اس سے دو برس بعد ۹۹۲ سنہ میں کل اختیار معاملات عدل و داد کا انکو بخشا۔ قاسم علی خاں حکیم ہمام اور شمشیر خاں کوتوال کو انکو مددگاری میں شیخ ابوالفضل کو پیشدستی میں تعینات کیا اور یہ حکم دیا کہ سوگند اور گواہ کے اوپر ہی اکتفا نکریں بلکہ اپنی عقل جانچ اور تجربہ کاری سے بھی کام لیں اور مقدمات کی کدوکاوش میں کبھی سستی اور تغافل روا نرکھیں۔

سخاوت اور فیاضی بھی انکی جبلی عادت تھی یہ بات فارسی تواریخ سے بھی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ماثرالامرا میں لکھا ہے کہ راجہ بیربر در جود و سخاوت از یکتایان روزگار بود و در بخشش و انعام شہرۂ آفاق۔ اور ہندی شاعری میں تو انکی جود پرستی اور سخاپروری اسقدر سطح

ضرب المثل ہے کہ جسطرح حاتم کی فارسی ہیں۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک دن
میں کیشوداس کبیشر کو بصلۂ دو کبت کے چھ کروڑ کی ہنڈیاں دے دی تھیں۔
اخلاق اور اطوار بھی راجہ بیربر کے بہت اچھے تھے انھوں نے دربار
شاہی میں عروج پاکر ابنائے جنس کے ساتھ سلوک اور احسان کیا اور اچھی
اچھی باتوں میں اپنا نام نکالا ہندو اور مسلمانوں میں میل جول پیدا کیا
جس سے دونو فرقوں کی وحشت جاتی رہی اور ہندوستان میں امن ہوگیا۔
اُنکو علم موسیقی و ہندی شاعری میں مہارت تمام تھی انکی کبت اور
دوہے مشہور ہیں وہ اپنا برہم تخلص کرتے تھے اور فی البدیہہ کہتے تھے۔
ظرافت اور زندہ دلی تو خاص اُنکا حصہ تھا۔ اُنکے لطیفے اور نکتے ہندوستان
کے گانوں اور شہروں میں لوگوں کو نوک زبان یاد ہیں۔ یہاں تک کہ اگر
کوئی خاص اُنکے جمع کرنے کی کوشش کرے اور جابجا اُنکی تلاش میں
پھرے تو عجب نہیں ہے کہ ایک بڑی کتاب تیار ہوجاوے۔
راجہ بیربر کی ذات ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہے کوئی تو کہتے ہیں کہ
قنوجیہ برہمن تھے اور کوئی کہتے ہیں کہ چوبے تھے۔ اور برہمنوں میں یہ
دونو ہی قوم زندہ دل اور باذاق ہوتی ہیں خصوص چوبہ تو حاضر جوابی
میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اُنکو وقت پر خوب ہی سوجھتی ہے۔ وہ کہتے
ہیں کہ مسخراپن ہم میں ابتداء آفرینش سے چلا آتا ہے ہمارے مورثِ
اعلٰی اپنے باپ برمہا جی سے بھی نہیں چوکے تھے جنھوں نے اُنکے مونہ
اپنے سے چار چند دیکھکر کہا تھا کہ پتا جی آپکی چار ناک ہیں اور ہاتھ دو ہیں
اگر زکام ہوجائے تو آپ دو ہاتھوں سے چار ناکوں کو کیونکر صاف کرسکیں گے
برمہا جی نے کہا کہ جو تو نے مجھسے ہی مسخری کی تو جا تیرا اور تیری اولاد کا

مسخری سے ہی بھلا ہوگا۔

پس جو لوگ راجہ بیربر کو چوبہ بتاتے ہیں اُنکا یہ عقیدہ ہوکہ چوبوں کے سوائے اور کسی برہمن میں اتنی حاضر جوابی اور مسخرے پن کا مادہ ہوسکتا ہے یا واقعی وہ چوبہ ہوں یہ عقدہ ابھی حال طلب ہے۔

چوبوں کے مورث اعلےٰ کی سی ایک روایت بیربل کی بابت بھی سُنی جاتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ ابتدا میں بیربل نے اپنی شاعری اور مشاقی فن موسیقی سے درگا دیوی کو راضی کیا تھا جسکا بردان یہ ملا کہ جا تو جو بیوپار کریگا اُسی میں تجھکو فائدہ ہوگا۔ تو حضرت نے سانبر پیچانے کے واسطے نمک بھرا بھوانی نے کہا خوب تو نے مجھسے ہی مسخری کی جا اب تجھکو جو ملیگا مسخری میں ہی ملیگا۔ پس اُسیدن سے اُنکی جوارہی کُھل گئی اور خوب چلنے لگی۔

راجہ بیربل کی اولاد کا حال پورا معلوم ہوا اکبر اور جہانگیر کی تواریخ میں اُنکے دو بیٹوں لالا اور ہری ہر رائے کا ذکر آتا ہے لالا کی نسبت اکبرنامہ میں تو بضمن سوانح ۴۶ سنہ جلوسی یہ لکھا ہے کہ اُسنے اپنا خرچ اندازہ سے بہت زیادہ بڑھا دیا تھا جب اُسقدر آمدنی نہ بڑھی تو بادشاہ سے درخواست آزادی کی کی اور بادشاہ نے رخصت دی اور اقبال نامہ جہانگیری میں لکھا ہے کہ لالا بادشاہ کی نوکری سے استعفا دیکر الہ آباد میں شاہزادہ سلیم کے پاس چلا گیا۔

ہری ہر رائے بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا اور بادشاہ نے ۴۸ سنہ جلوسی مطابق ۱۰۱۱ سنہ میں آگرہ سے دکھن کو واسطے لانے شاہزادہ دانیال کے بھیجا تھا۔

دوسرا حصہ
لطائف بیربل

لطیفہ ایک دن بادشاہ دریا کی سیر کو گئے تھے بیربل کی روانی طبیعت دیکھنے کی جو لہر آئی تو موتیوں کی مالا گلے سے اُتار کر پانی میں ڈال دی اور بیربل سے کہا کہ بیربر مالا دے۔ بیربل نے فوراً جواب دیا کہ جہاں پناہ بہنے دو۔

لطیفہ۔ ایک دن اکبر بادشاہ نے پوچھا کہ بیربل تو زمین دیکھتا ہوا کیوں آتا ہے۔ عرض کی کہ اسکے اندر میرا باپ گم ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا جو ہم ڈھونڈھ دیں تو کہا آدھا آپکا۔

لطیفہ۔ اکبر اور بیربل ایک دن ہاتھی پر سوار کہیں جاتے تھے بیربل نے ایک درخت بڑ کا دیکھکر کہا کہ کیا اچھا بڑ ہے۔ اکبر نے کہا اچھا بڑ ہے تو بیٹی دیدے۔ بیربل چپ ہورہا کچھ دیر بعد بادشاہ نے ایک مقبرہ دیکھکر کہا کہ مکان تو اچھا ہے مگر میلا ہورہا ہے۔ بیربل نے چپکے سے کہا کہ پوتی دلوا دیجئے اُجلا ہوجائیگا۔

لطیفہ۔ ایک دن بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ کل رات ہمنے خواب میں دیکھا کہ ہم تو شہد کے حوض میں پڑے ہیں اور تو غلاظت کے حوض میں پڑا ہے۔ بیربل نے کہا ہاں مجھکو بھی یہی خواب آیا تھا مگر اتنا زیادہ تھا کہ آپ مجھکو چاٹتے ہیں۔ اور میں آپکو۔

لطیفہ۔ ایک دن اکبر بادشاہ مینہ برستے میں معہ شاہزادہ کے شکار کو گئے تھے بیربل بھی ساتھ تھے جب دہوپ نکل آئی تو دونو نے اپنی اپنی بارانی بیربل کے اوپر لاد دی اور کہا کہ لے اتنو خاصہ ایک گدھے کا بوجھ ہوگیا۔ بیربل نے کہا ایک کا نہیں بلکہ دو کا۔

لطیفہ - ایک دن اکبر بادشاہ نے فرمایا کہ بیربل ہمنے دو مہینے کا
ایک مہینا مقرر کیا ہے - بیربل نے کہا جب تو ایک مہینے تک چاندنی رہا کریگی -

لطیفہ - ایک دن اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ جسکے نام میں فقط
بان ہوتا ہے وہ اکثر حرام زادہ ہوتا ہے - جیسے گاڑی بان فیلبان شتربان
وغیرہ - بیربل نے کہا ہاں جہاں بان بیچ ہے -

لطیفہ - ایک دن اکبر نے بیربل سے کہا کہ تو ہمارا کلمہ پڑھیگا - کہا
حضرت کا کلمہ پڑھتے ہیں کیا نقصان ہے مگر وہ کلمہ ہرگز نہیں پڑھونگا
کہ جسکا زبان پر لانا ہمارے مذہب کا زیان ہے -

لطیفہ - ایک دن اکبر نے کہیں سوکھا ہوا گوہ پڑا دیکھکر بیربل سے کہا
کہ یہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا برہمن کا منہ - بیربل نے کہا کہ اسپر دو قطرے
پانی کے گرنے دیجئے ابھی پھولکر چغتہ ہو جائیگا -

لطیفہ - ایک دن بادشاہ اور بیربل چلے جاتے تھے رستہ میں ایک کالی کتیا
کتے سے کھیل رہی تھی بادشاہ نے بیربل سے فرمایا کہ دیکھ کالی بیربل
نے عرض کی کہ جہاں پناہ کے نزدیک تو کالی ہے لیکن اُس کتے کے لئے وہی نعمت ہے -

لطیفہ - ایک دن اکبر بادشاہ نے دربار عام میں بیربل سے پوچھا
کہ پتّا کونسا بڑا ہے - انھوں نے عرض کی سب سے بڑا پتّا ناگربیل کا ہے
جو حضرت کے منہ تک بھی پہونچتا ہے -

لطیفہ - ایک دن بادشاہ کی مجلس میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ پت پانچ ہیں -
اندرپت - سون پت - پانی پت - باگھ پت - بل پت - بیربل نے کہا
حضور دو پت اور بھی ہیں - ایک راکھ پت - دوسرے رکھا پت -

لطیفہ - ایک دن بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ باغ میں زنانہ کا بندوبست

ہیں ۱ و چغتہ اکبر کی قوم کا نام بھی تھا ۱۲ ۵۳
لکھتے ہیں کہ بیربل لطیفہ میں یہ لطف ہے کہ کالی بیربل کی ماں کا اور نعمت بادشاہ کی ماں کا نام تھا ۱۲

کرکے سب مردوں کو باہر نکال دو۔ بیربل نے ایسا ہی کیا اور بادشاہ سے آکر کہا کہ ایک آدمی کنوئیں میں ہے وہ باہر نہیں نکلتا بادشاہ ایک بیگم کو ساتھ لیکر بیربل کے ہمراہ گئے اب کنوئیں میں تین عکس نظر آئے بیربل بولے واہ پہلے تو حرامزادہ آپ ہی تھا اب ایک بھڑوہ اور ایک نالزادی کو بھی ساتھ لگالایا ہے۔

ایکدفعہ۔ ایک دن اکبر نے بیربل سے کہا کہ ہندی محض گندی ہے دیکھو پائوں جو بدن میں ایک محمدہ عضو ہے اور جسکے ذریعہ سے ہندو اور مسلمان تیرتھ اور حج کرکے ثواب دینی و دنیوی حاصل کرتے ہیں اسکو آپ لوگ پاؤ کہتے ہیں۔ بیربل نے کہا بیشک مگر قصور معاف۔ فارسی تو بالکل ہی گوہ ہے کہ انہیں ہاتھ کو جو اشرف الاعضا ہے دست یعنی پاخانہ بولتے ہیں۔

لطیفہ۔ ایک دن اکبر بادشاہ معہ بیربل کے محل کی چھت پر بیٹھے تھے سامنے ایک تمباکو کا کھیت تھا اور وہاں ایک گدھا بھی کھڑا تھا چونکہ بیربل تمباکو پیتے اور کھاتے تھے اسلئے بادشاہ نے چوٹ کی کہ بیربل دیکھو تمباکو کیا نجس چیز ہے کہ جسکو گدھا بھی نہیں کھاتا ہے۔ بیربل نے ہنسکر کہا کہ حضور ایسے ایسوں نے ہی تو اسکو چھوڑ دیا ہے۔

لطیفہ۔ ایک دن اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ ہم تیرے باپ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں بیربل نے گھر جاکر اپنے باپ کو بھیجا اور کہدیا کہ بادشاہ چاہے جتنا کچھ کہے مگر تم چپ رہنا اسنے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن بیربل دربار میں گئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ اگر کسی احمق سے پالا پڑجائے تو کیا کرے بیربل نے کہا کہ چپ رہے۔

لطیفہ۔ ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ بیربل دنیا میں مرد زیادہ ہیں یا عورتیں

بیربل نے ایک خواجہ سرا کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ جہاں پناہ دونو
تھے تو برا بری تھی ان لوگوں نے حساب بگاڑ رکھا ہے۔

لطیفہ۔ ایک دن اکبر نے بیربل سے کہا کہ ہم نے حکم دیدیا ہے کہ آئندہ
کاغذوں پر رام نام کی جگہ ہمارا نام لکھا جایا کرے بیربل نے کہا کیا خوب
جب تو آپکے نام سے بھی پانی پر پتھر تیرنے لگینگے۔

لطیفہ۔ ایک دن بادشاہ نے کہا کہ ہندو ۱۰۸ دانے کی تسبیح کیوں رکھتے ہیں
بیربل نے کہا کہ حق کے عدد ۱۰۸ ہوتے ہیں۔

لطیفہ۔ ایک دن بادشاہ نے بیربل سے پوچھا جو ہماری ڈاڑھی کھینچے
اُسکو کیا سزا دیجائے۔ بیربل نے عرض کی اُسکو شیرینی دینی چاہیئے بادشاہ
خوش ہوئے پوتے نے ڈاڑھی کھینچی تھی۔

لطیفہ۔ ایک دن بادشاہ نے جاڑے کے موسم میں پوچھا کہ بیربل جاڑا کتنا ہے
کہا جہاں پناہ دو مٹھی بادشاہ نے کہا دو مٹھی کیسے تو اُسوقت محل کے اوپر
سے ایک گنوار کو دونو مٹھیاں بغل میں دئے ہوئے جاتا دکھلا کر عرض کی کہ
وہ دو مٹھی جاڑا ہے۔

فی البدیہہ۔ بیربل پوجا کرتے وقت فارسی لفظ نہیں بولتے تھے بادشاہ نے ایک
کاغذ پر یہ مصرعہ لکھا۔ نیمے درون نیمے برون ۔ اور خدمتگار کو دیکر کہا کہ جب
بیربل پوجا کرتا ہو اسکو اُسکے پاس لیجانا اور کہنا کہ ابھی جواب دینے کا حکم ہے
بہ خدمتگار وقت مقررہ پر وہ رقعہ بیربل کے پاس لیگیا تو بیربل
نے اُس مصرعہ کے اوپر سات سنسکرت مصرعہ اور لکھکر پورا اسلوک بنا دیا
واشارہ سے خدمتگار کو لیجانے کے واسطے کہا بادشاہ نے اُس
اسلوک کو پڑھایا تو یہ مطلب نکلا۔

اے بادشاہ جو آپ ساری زمین برہمنوں کو دان میں دینے کا ارادہ رکھتے ہیں سو وہ تو مت دو اور بجائے اُسکے ایک ایسی گائے دو جو حاملہ ہو اور اُسوقت دو کہ بچہ پیدا ہوتا ہو اور آدھا اندر اور آدھا باہر ہو کیونکہ جو ثواب تمام زمین کے پن کر دینے سے ہوتا ہے وہ اس قسم کی ایک گائے کے پن کر دینے سے بھی ہو سکتا ہے۔

نقل۔ ایک دن اکبر بادشاہ نے بیربل سے فرمایا کہ تمہارے سری کرشن جی ہاتھی کی فریاد سُنکر خود دوڑے آئے کیا کوئی چاکر نہ تھا بیربل نے کہا کہ اسکا جواب پھر عرض کرونگا ایک خواجہ سرا بادشاہ کے پوتہ کو روز حضور میں لایا کرتا تھا بیربل نے اُسکو بلایا اور شاہزادہ کی صورت کے موافق ایک موم کی مورت بناکر شاہزادے کی سی پوشاک اور زیور اُسکو پہنائے اور خواجہ سرا کو دیکر کہا کہ تو ایسا کرنا کہ بادشاہ کے سامنے آتے آتے حوض میں گر پڑنا خواجہ سرا نے ایسا ہی کیا بادشاہ یہ ماجرا دیکھتے ہی بے تحاشا دوڑ پڑے اور حوض میں کود کر وہ موم کی مورت نکال لائے اور بیربل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے بیربل نے عرض کیا کہ کیا آپکے چاکر نہ تھے جو خود پوتے کے نکالنے کو دوڑے مگر یہ محبت کا تقاضا تھا ایسی ہی محبت سری کرشن جی کو اپنے بھگتوں سے ہوتی ہے اور اسیواسطے خود ہاتھی کے بچانے کو دوڑے آئے تھے۔

نقل۔ ایک خواجہ سرا نے جو بادشاہ کے مُنہ لگا ہوا تھا ایک دن بیربل کی بہت بُرائی کی بادشاہ نے کہا کہ یہ سب سہی مگر بیربل جواب اچھا دیتا ہے خواجہ سرا بولا کیا خاک جواب دیتا ہے آپ میرے ان تینوں سوالوں کو تو اُس سے پوچھئے ایک کا بھی جواب نہیں آویگا۔

اوّل۔ زمین کا وسط کہاں ہے۔

دوسرے۔ آسمان کے تارے کتنے ہیں۔

جا بجا اشارہ ... مشہور ... ۱۲

تیسرے - جہان میں مرد کتنے ہیں اور عورتیں کتنی ہیں -
بادشاہ نے اُسیوقت بیربل کو بلاکر فرمایا کہ خواجہ سرا کے سوالونکے جواب دو بیربل نے وہیں اِدھر اُدھر چند قدم رکھکر زمین میں کھونٹی گاڑ دی اور کہا کہ زمین کا بیچ یہ ہے اگر خواجہ سرا نہ مانے تو ناپ لے -
پھر ایک بڑا مینڈا لاکر کھڑا کیا اور کہا کہ جتنے اسکے بدن پر بال ہیں اُتنے ہی آسمان پر تارے ہیں اگر خواجہ سرا کو شک ہو تو گن لے -
تیسرے جواب کیواسطے کہا کہ یہ خواجہ سرا لوگ نہ مرد ہیں نہ عورت انسے حساب بگڑ رہا ہی اگر حضور انکو مروا ڈالیں تو مرد عورت کی ٹھیک تعداد معلوم ہوجائے -
بادشاہ نے خوش ہوکر بیربر کو انعام دیا اور خواجہ سرا کو بہت لتاڑا -
نقل - ایکدفعہ بادشاہ نے بیربل سے فرمایا کہ چار احمق پیدا کرکے لاؤ بیربل شہر میں ڈھونڈھنے کو گئے پھرتے پھرتے ایک آدمی کو دیکھا کہ کچھ جوڑی بیڑے اور مٹھائی خوانمیں رکھے ہوئے جلدی جلدی لیجا رہا ہے بیربل نے بمشکل اُسکو ٹھہراکر پوچھا کہ یہ سامان کہاں لئے جاتے ہو اُسنے کہا صاحب میری جورو نے ایک اور خصم کیا ہے اور اُس سے بیٹا پیدا ہوا ہی یہ بدھاوا میں وہاں لئے جاتا ہوں بیربل نے اُسکو ساتھ لیا اور پھر اور آگے بڑھے تو ایک آدمی عجب دھج سے نظر آیا کہ گھوڑی پر سوار اور سر پر گھانس کا گٹھا ہے بیربل نے اُس سے پوچھا کہ بھائی یہ بوجھ گھوڑی پر کیوں نہیں رکھا کہا گھوڑی حمل سی ہے اُسپر رکھوں تو بہت بوجھ ہوجائے بیربل اُن دونوکو بادشاہ کے پاس لیگئے اور اُنکا حال عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو دو ہی ہیں دو احمق اور لاؤ بیربل نے کہا لانیکی کیا حاجت ہے موجود ہیں - ایک جہاں پناہ جو ایسی فرمائش کرتے ہیں دوسرا میں جو ایسوں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں -
نقل - ایک امیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ آپ بیربل کو رخصت کر دیجئے میں آپکی بات کا جواب دیا کرونگا بادشاہ نے بیربل کو چند روز کیلئے رخصت دیدی وہ راجہ باندھوں گڈھ کی ہاں جا رہے جب یہاں بادشاہ نے اُس امیر سے کہا کہ اٹھارہ بہار بناس پتی کا بیج لاؤ اُسنے چھ مہینے کی مہلت لی مگر

کچھ پتہ نہ لگا اور آخر بادشاہ سے کہدیا کہ بیکے بیج تو نہیں ملتے بادشاہ نے فرمایا کہ اب بیربل کی پیدا کرنیکے واسطے سب جگہ یہ فرمان بھیجو کہ آگرہ میں ایک باوڑی کی پرتشٹھا ہے تم بھی اُسمیں شامل ہونیکے لئے اپنے ہاں کے تالاب اور باؤڑی وغیرہ کو بھیجدو کسی سے اسکا جواب نہ آیا مگر باندھوں کی راجہ نے بیربل کی صلاح سے یہ عرضی بھیجی کہ ہمارے ہاں کے سب چھوٹے بڑے تالاب اور باوڑی گوالیار تک پہونچ گئی ہیں آپ آگرہ کے تالاب اور باوڑیونکو انکی پیشوائی کیواسطے بھیجیں تو آگے بڑھیں بادشاہ نے اس عرضی سے جان لیا کہ بیربل باندھوںمیں ہیں معتمد بھیجکر بلوالیا اور فرمایا کہ اٹھارہ بھار بناس پتی کا بیج لاؤ بیربل نے حوض میں سے پانی لیکر نذر کیا اور کہا کہ یہ اٹھارہ بھار بناس پتی کا بیج ہے۔

نقل۔ اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ سری کرشن جی گھونگچیونکے ہار کیوں پہنتے تھے کیا موتیونکے ہار میسر نہ تھے بیربل نے کہا کہ ہمارے مذہب کی کتابونمیں لکھا ہے کہ جو ایکدفعہ سونیکے برابر تل لیتا ہے وہ بہت متبرک سمجھا جاتا ہے اور یہ گھونگچی تو بارہا سونے میں تل چکی ہے جبسے اُس اعلےٰ اور اشرف درجہ کو پہونچی کہ سری کرشن جی نے اسکو اپنے گلے کا ہار بنایا۔

نقل۔ ایکدن بادشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ دودھ کسکا اچھا پتہ کِسکا اچھا پھول کِسکا اچھا پھل کون اچھا راجہ کون اچھا اور مٹھاس کِسکا اچھا بیربل نے کہا سُنئے دودھ ماں کا اچھا جس سے سب کی پرورش ہوتی ہے پتا پان کا اچھا ہے جسکے دینے سے جاکر سنرات بدینا ہے پھول کپاس کا اچھا ہے جس سے تمام جہان کی پردہ پوشی ہوتی ہے پھل بیٹا اچھا ہے جو بزرگوں کا نام قائم رکھتا ہے راجہ اندر اچھا ہے جو مینہ برسا کر تمام دنیا کو پالتا ہے مٹھاس زبان کا اچھا کہ مفت میں بزرگی اور سرداری ملجاتی ہے۔

نقل۔ شیخ فیضی فیاضی نے جب قرآن کی بے نقط تفسیر لکھی کہ جسکا نام سواطع الالہام ہے اور جس سے اُنکا سکۂ سخنوری چار دانگ عالم علم میں ابتک جاری ہے تو بہت فکر کی کہ بجائے بسم اللہ کے کیا لکھئے کیونکہ بسم اللہ میں تو نقطے ہیں اور بے نقط کتاب کی بسم اللہ بھی بے نقطہ چاہئے مگر کوئی بات خیال میں نہیں آئی آخر اُسنے ایکدن راجہ بیربل سے پوچھا کہ سواطع الالہام میں بسم اللہ کی جگہ

کیا انھوں بیربل کو تو خوب اچھی تھی اور بلکہ اسیوقت سوجھتی تھی انھوں نے شیخ کا سوال سنتے ہی بے تامل کہدیا کہ اپنا کلمہ لکھدو شیخ بہت خوش ہوا اور بولا کہ جائی استاد خالی کی جو مثل ہے وہ بہت درست ہے میںنے اتنی بڑی کتاب بے نقط لکھی اور بسم اللہ کی جگہ کلمہ لکھنے کی نہیں سوجھی اور تمنے کچھ فکر بھی نہ کی اور میری مشکل آسان کردی بس استعداد خدا دادی اسی کو کہتے ہیں -

نقل - ایکدن راجہ بیربر اور میاں تان سین دونو اپنے اپنے فن کی تعریف کرتے تھے بادشاہ نے کہا یوں تو ہم نہیں مانتے تم کسی منصف اور بیغرض شخص سے انصاف کرالاؤ انھوں نے عرض کی کہ آپ حکم دیں جسکے پاس جاویں بادشاہ نے کہا کہ رانا پرتاپ سنگ سے کچھ غرض نہیں رکھنا ہے تم اُس سے فیصلہ کرالاؤ کہ کون اپنے فن میں یکتا ہے پس دونو بادشاہ کی چٹھی لیکر راناجی کے پاس گئے تان سین تو گویئہ تھا جاتے ہی گانا بجانا شروع کردیا اور بیربل موقع اور محل کے منتظر رہے کہ جب کوئی بات ہو تو ہمیں اپنے علم مجلسی کے جوہر دکھلاویں -

آخر جب انھوں نے دیکھا کہ تان سین تو راناجی کو رجھا کر میدان جیت لیگا تو ایکدن اُسکے روبرو راناجی سے کہا کہ جب ہم بادشاہ کے پاس سے رخصت ہو کر اجمیر میں پہونچے تو ہمنے تو پوشکر جی میں جا کر یہ سنکلپ کیا کہ جو میں راناجی کے دربار سے سرخرو ہو کر آؤنگا تو ایکسو گائیں پُن کرونگا اور ان میانجی نے درگاہ میں جا کر یہ منت مانی کہ جو راناجی مجھکو اچھا لکھدینگے تو ایکسو گایوں کی قربانی دونگا اب ان ایک سو گایوں کا مرنا جینا آپکی مرضی پر منحصر ہے مروانا ہو تو تان سین کو اچھا لکھدیجئے اور زندہ رکھنا چاہو تو مجھکو سند عنایت کیجئے -

راناجی نے یہ سنتے ہی بادشاہ کو لکھدیا کہ بیربر اپنے فن میں استاد ہے - میاں تان سین منہ دیکھتے ہی رہگئے -

نوٹ

غرض بیربل کو مبدء فیاض سے عجب ذہن ذکا اور فہم رسا ملا تھا اور وہ وقت پر اپنی کاردانی اور چرب زبانی سے گوئے سبقت میدان امتحان سے لیجاتے تھے اور حریف منہ دیکھتے ہی رہجاتے تھے گویا یہ